THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

ریاست اور ضابطہ اخفاء: نظریاتی اور عملی پہلوؤں کا تجزیاتی مطالعہ

THE STATE AND THE PRINCIPLE OF SECRECY: AN INTRODUCTORY AND CRITICAL STUDY

Hafiz Muhammad Shahid Mehmood
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies,
Riphah International University, Faisalabad Campus.
Dr. Khalid Mahmood Arif
Associate Professor, Department of Islamic Studies,
Riphah International University, Faisalabad Campus.

Abstract

The study explores the concept of the state in relation to the principle of secrecy (Ḥifẓ al-Akhfāʾ), examining both historical and theoretical dimensions. It provides a critical analysis of the rules, mechanisms, and ethical considerations associated with confidential governance. By evaluating classical and contemporary interpretations, the research highlights the balance between transparency, security, and public interest in statecraft. The study further investigates the philosophical and jurisprudential foundations of concealment in governance, addressing its implications for political, social, and ethical frameworks. The findings emphasize that the effective application of secrecy within a state requires adherence to moral principles, legitimacy, and societal welfare, offering insights into both historical practice and modern challenges in governance.

Keywords: *State, Secrecy, Governance, Ethical Principles, Political Philosophy, Confidentiality*

ریاست انسانی سماج کی ایک ناگزیر اور منظم شکل ہے جو مخصوص جغرافیائی حدود، مستقل آبادی، حکومتی نظام اور خود مختاری جیسے عناصر پر مشتمل ہوتی ہے۔ انسانی تاریخ میں جب بھی معاشرتی نظم و ضبط بگڑنے لگا، تو انسان نے کسی نہ کسی اجتماعی نظام کی بنیاد رکھی تاکہ عدل، امن اور فلاحِ عامہ کے اہداف حاصل کیے جا سکیں۔ اسلامی فکر میں ریاست نہ صرف ایک انتظامی ادارہ ہے بلکہ ایک نظریاتی و اخلاقی فریضے کی حامل تنظیم بھی ہے، جس کا بنیادی مقصد شریعتِ اسلامیہ کے نفاذ، عدل کے قیام، اور انسانی فلاح کے حصول کو یقینی بنانا ہے۔

اس باب میں ریاست کے مفہوم، اس کی دینی و قانونی اہمیت، اور ریاستی ڈھانچے کی بنیادوں پر تفصیلی گفتگو کی گئی ہے۔ ساتھ ہی اس بات کا بھی جائزہ لیا گیا ہے کہ اسلامی نقطۂ نظر میں ریاست کن اصولوں پر قائم ہوتی ہے اور وہ کن ذمہ داریوں کی حامل ہوتی ہے، جن میں رازداری اور معلومات کی حفاظت بھی شامل ہیں۔

لغوی مفہوم:

لفظ ریاست دراصل "رئاست" ہے اس کا مادہ رأس یعنی را، ہمزہ اور سین ہے۔ اسی سے رئاس، الرائس اور الرئیس بنتے ہیں۔ عربوں میں کہا جاتا ہے انت علی رأس امرک ای علی شرف منہ یا پھر انت علی رئاس امرک ای اولہ۔ ابن منظور افریقی "لسان العرب" میں رأس کے تحت لکھتے ہیں۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

"رأس کل شی اعلاہ" [1]

”رئیس اور رائس وہ شخص ہے جو مرتبے میں سب سے اونچا ہو“

ریاست کے عمومی معنی سرداری، سربراہی، حکومت اور اقتدار وغیرہ ہیں۔ احمد بن فارس بن زکریا نے ”معجم مقاییس اللغۃ“ میں [2]ابو القاسم علی بن جعفر المعروف ابن القطاع نے ”کتاب الافعال“ میں [3]رأس کے ذیل میں سرداری جیسے معنی بیان کئے ہیں۔ اور یہی معنی محمد بن یعقوب نے ”القاموس المحیط“ میں بیان کئے ہیں۔[4]نور اللغات میں ریاست کے معنی سرداری، افسری، راج اور عمل داری بیان کیا گیا ہے۔[5]مزید لکھتے ہیں:

”ریاست بے سیاست نہیں ہوتی۔ حکومت کے لئے انتظام اور رعب ہونا ضروری ہے“[6]

فارسی زبان میں ریاست کے معنی ”سروری کردن“ آئے ہیں۔[7] ”القاموس الجدید“ میں ریاست کے معنی سربارہ بننا، دولت، ولایت، حکومی اور اقلیم وغیرہ آئے ہیں۔[8]”المورد“[9]اور المعجم [10] میں بھی یہی معنی لکھے ہیں وارث ہندی نے رئاست کے معنی حکومت، سلطنت، قلمرو، راج، اقتدار، علاقہ، ملک، مملکت، امارت، سیادت، قیادت اور صدارت بیان کئے ہیں۔[11] ایسے ہی فرہنگ آصفیہ میں بھی ریاست بمعنی عمارت بیان کیا گیا ہے۔[12]

لفظ ”ریاست“ مونث ہے۔ اور اس کا معنی ہے ”حکومت“۔[13]ریاست کے معنی ”سرداری“ کے بھی آتے ہیں۔[14]اس چھوٹی حکومت کو بھی ریاست کہتے ہیں جو کسی بڑی حکومت کے تحت کسی نواب یا راجے کے تحت ہو۔[15] انگلش زبان میں ریاست کے لئے (State) کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔[16]State یعنی ریاست کسی ملک کے ایک علاقہ یا حصہ کو بھی کہتے ہیں۔ جیسا کہ Osxford English Urdu Dictionary میں لکھا ہے [17] کہ ریاست ملک کا ایک حصہ ہے۔ Texas is a tsate

[1] افریقی، ابن منظور، لسان العرب، نشر ادب الحوزۃ، ۱۴۰۵ء، ج ٦، ص ۹۱

[2] ابو الحسن، احمد بن فارس بن زکریا، معجم مقاییس الغۃ کتب الاعلام الاسلامی ۲۰۰۸ء، ج ۲، ص ۴۷۱

[3] ابو القاسم، المعروف بابن القطاع، کتاب الافعال، دائرہ المعارف العثمانیہ حیدر آباد دکن، ۱۳٦۰ھ، ج ۲، ص ۵۸

[4] الفیروز آبادی، محمد بن یعقوب، القاموس المحیط، مصر طبع ثانیہ ۱۳۷۱ھ، ج ۱، ص ۲۲۵۔۲۲٦

[5] نیر، نور الحسن، ۱۹۸۵ء طبع دوم، ج ۳، ص ۲۹۸۔۲۹۹

[6] ایضاً

[7] محمد بن عمر بن خالد، حکیم عبد المجید خان، ”صراح مع فرہنگ قراح“ ج ۱، ص ۴۲۴، منشی نول کشور بہ مزین مقبول جہاں شد، س ن

[8] کیرانوی، وحید الزماں ”القاموس الجدید“ ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور، ۱۹۹۰ء طبع اول، ص ۳۱٦

[9] البعلبکی، منیر، ”المورد، دار العلم للملابین بیروت طبع سوم، ۱۹۷۰ء، ص ۹۰۲

[10] عثمانی، محمد رضی ”المعجم“ دار الاشاعت مقابل مولوی فسافرخانہ کراچی، ۱۹٦٦ء، ص ۳۹۱

[11] ۱۱۔ وارث ہندی، طبع اول، ۱۹۸٦ء، ص ٦۷۲

[12] احمد دہلوی، سید، فرہنگ آصفیہ، مکتبہ حسن سہیل لمیٹڈ اردو بازار لاہور، طبع دوم، ۱۹۷۴ء، ج ۲، ص ۳۹۲۔۳۹۱

[13] فاضل لکھنوی، سید مرتضی حسین، امروہی، قائم رضا، سید، نسیم نسیم اللغات (اردو)، شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلیشرز کراچی، اشاعت اول، ۱۹۵۵ء، اشاعت ہفتم، ۱۹۸۱ء، ص ۵۳۴

[14] ایضاً

[15] ایضاً

[16] Qurasli, Bashir Ahmad, Standard Dictionary Urdu into English, Kitabistan PUblishing Co Urdu Bzaar Lahore Paage 351

[17] Angela Crawley, Oxford Elementary Learner,s English Urdi Dictionary, Oxford University press 2000, 2008 Page 361

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

in the USA ٹیکساس ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی ایک ریاست ہے۔ انگریزی زبان میں جو ریاست کے لئے State کا لفظ مستعمل ہے۔ یہ یونانی زبان کے لفظ Status سے ماخوذ ہے۔[1]

اصطلاحی مفہوم:

انسانی معاشرے میں اجتماعی زندگی کی ترتیب و تہذیب کے لئے جو ادارے قائم کئے گئے ہیں۔ ان میں ریاست کا ادارہ سب سے اہم اور بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ جس کا کسی صورت انکار نہیں کیا جا سکتا۔ انسان نے اپنی تہذیبی زندگی کے آغاز سفر ہی میں اس ادارے کی ضرورت کو محسوس کر لیا تھا۔ اور پوری انسانی تاریخ ریاست کے قیام و استحکام، اس کی تہذیب و تنظیم اور اس کے فروغ و ارتقاء کی تاریخ ہے۔ ریاست سے کیا مراد ہے؟ ریاست کسے کہتے ہیں؟ اس طرح کے سوالوں کا دوسرے لفظوں میں مطلب یہ ہے کہ ریاست کی تعریف کیا ہے؟ تو ریاست کی تعریف مختلف ماہرین اور مفکرین نے اپنے اپنے الفاظ اور انداز سے کی ہے۔ ریاست کی تعریف اور تشریح میں تعریف کرنے والے مفکر کے عقائد و نظریات کا عمل دخل بھی ہو سکتا ہے لہذا یہ بات خارج از امکان نہیں ہے۔ کیونکہ اسلام ریاست کا جو تصور پیش کرتا ہے غیر مسلم مفکرین ان الفاظ اور مطالب میں ریاست کا مفہوم پیش نہیں کریں گے۔ الغرض ریاست کی مختلف تعریفیں کی جاتی ہیں۔

پروفیسر گارنر لکھتے ہیں:

”ریاست علم سیاست اور قانون کی رائے میں ایسے متعدد افراد کی جمعیت ہے۔ جو مستقل طور پر ایک خاص خطہ زمین پر قابض ہوں اور بیرونی دباؤ سے آزاد ہوں اور ان کی ایک منظم حکومت ہو جس کو باشندوں کی غالب اکثریت کی اطاعت حاصل ہو“[2]

انسائیکلوپیڈیا آف سوشل سائنسز میں لکھا ہے:

”یہ انسانوں کا ایک گروہ یا تنظیم ہے جو مشترکہ مقاصد کے لئے مل جل کر کام کرے۔“[3]

جرمن قانون دانوں کے نزدیک:

"ریاست ایک قانونی اکائی ہے"[4]

وڈرولسن کہتے ہیں.

”ریاست سے مراد انسانوں کی وہ جمعیت ہے جو عموماً زمین کے ایک حصے پر موجود ہو جس میں اکثریت کی رائے اقلیت پر فوقیت رکھتی ہو“[5]

افلاطون کے مطابق:

”حکومت کی اصل خوبی یہ ہے کہ اس کے دائرہ میں قوم کے ہر فرد کو وہ درجہ حاصل ہو جس کا وہ مستحق ہے اور جس کے ماتحت اس کی استعداد منظر عام پر آسکے۔ قوم کا ہر فرد ایک احتیاج رکھتا ہے۔ حکومت کی ذمہ داری یہ ہے وہ اس کو پورا کرے۔“[6]

ارسطو کے مطابق:

---

[1] Shipley , JosepH, To , Dictionary of Word Origins, Philosphical Lik , new Yourk, 1945,2005

[2] Garner, Political Science and Government Word press Ltd.Calata 1955. page 49

[3] Excylopaedia of Social Sciences 14./328 New yourk

[4] Excyclopaeadia of Social Science

[5] علوی، خالد، ڈاکٹر، اسلام کا معاشی نظام، الفیصل اردو بازار لاہور، ۲۰۰۹ء ص ۲۷۶

[6] مصری، احمد امین، کتاب الاخلاق، مکتبہ کتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۸۰ء، ص ۲۸۴

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

”دنیا ایک باغ ہے۔ حکومت اس کا باغبان۔ حکومت ایک طاقت ہے اور قانون اس کے بل پر زندہ رہتا ہے۔ قانون ایک سیاست ہے حکمران اس کو چلاتا ہے۔ حکمران ایک نظام ہے۔ فوج اس کی قوت بنتی ہے۔ فوج مدد گار ہے اور مال فوج کی امداد کرتا ہے مال ایک سرمایہ ہے جس کو عام رعایا جمع کرتی ہے۔ رعیت زبردست غلام ہے جو انصاف کے سایہ میں رہتی ہے۔ انصاف ایک جوہر ہے جس سے دنیا کا نظام قائم ہے“[1]

ابن خلدون کہتے ہیں:

”ملک زندگی کا طبعی مرکز ہے۔ جہاں انسانی ضرورتوں نے قدرتی اہمیت حاصل کرلی ہے۔ انسان عادۃ اقتدار پسند ہے۔ حکومت انسان کی سے حیوانی قوت کا اثر ہے جس کا رجحان علبہ کی طرف رہتا ہے اور جو انسان کے اندر بجائے خود موجود ہے“[2]

شاہ ولی اللہؒ نے فرمایا:

”اہل مدینہ سے مراد لوگوں کی وہ جماعت ہے جو ایک ہی نظام تمدن کے تابع اور پابند ہوں۔ اور باہم مل جل کر اجتماعی زندگی بسر کریں۔ اس جماعت کو اگرچہ وہ مختلف شہروں میں رہتے ہوں شخص واحد سمجھا جاتا ہے“[3]

ابو الاعلی مودودی ریاست کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں:

”وہی ریاست حقیقت میں اسلامی ہو سکتی ہے جو خدا کی حاکمیت تسلیم کرے، خدا اور اس کے رسول ﷺ کی شریعت کو قانون برتر اور اولین ماخذ مانے اور حدود اللہ کے اندر رہ کر کام کرنے کی پابند ہو۔ اس ریاست میں اقتدار کی اصل غرض خدا کے احکام کا اجراء اور اس کی رضا کے مطابق برائیوں کا استیصال اور بھلائیوں کا ارتقاء ہے“[4]

اسلام اور ریاست کے باہمی تعلق کا ذکر کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں:

”اگر ریاست و حکومت اسلام کے بغیر ہوں تو ظلم اور بے انصافی کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ اور ان کے نتیجہ میں ظلم اور چنگیزی رونما ہوتی ہے۔ اور اگر اسلام ریاست و حکومت کے بغیر ہو تو اس کا ایک حصہ معطل ہو کر رہ جاتا ہے، اور خدا کا دین حکمرانی اور علبہ کی بجائے غلامی اور مغلوبیت کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ریاست کو اسلامی بنیادوں پر قائم کیا جائے۔ حکومت اسلام کی پابند ہو اور اس کے قیام کے لئے سرگرم عمل رہے“[5]

خورشید احمد ریاست کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں:

”ریاست ایک منظم سماج کا نام ہے۔ یہ اس وقت وجود پزیر ہوتی ہے جب کہ ایک طرف افراد پر اقتدار قائم کرنے اور دوسری طرف افراد کی جانب سے اطاعت کرنے کا دو گونہ رابطہ عمل میں آجائے۔ اطاعت کے امر واقع کا ہونا اس بات کو کافی ہے کہ ریاست موجود ہو گئی۔“[6]

---

[1] بستانی، پطرس، دائرہ المعارف، لفظ السیاسنہ مطبوعہ بیروت، ۱۸۹۸، ج ا، ص ۲۷۴

[2] ابن خلدون، عبد الرحمن، کتاب العرف امامتہ وخلافۃ، مکتبہ التجاریہ قاہرہ، ص ۱۲۳

[3] شاہ، ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغۃ، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ۱۹۹۵ء، ص ۴۴

[4] مودودی، ابو الاعلی، سید، اسلامی ریاست، اسلامک پبلی کیشنز، لمیٹیڈ لاہور، ۱۹۸۷ء، ص ۴۹۴۔۴۹۵

[5] اسلامی ریاست از مودودی، ص ۲۳

[6] خورشید احمد، اسلامی نظریہ حیات، شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ کراچی، یونیورسٹی، کراچی، اشاعت، ہشتم، ۱۹۸۶ء ص ۴۶۶

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

مزید لکھتے ہیں:

"ریاست وہ ادارہ ہے جو معاشرتی تعلقات، معاشی لین دین اور تمدنی معاملات کی استواری کا نگران و محافظ ہے"[1]

ریاست کی اصلاحی تعریف کرتے ہوئے صدیق قریشی لکھتے ہیں:

"اصطلاح میں "ریاست" متعدد افراد کے ایسے اجتماع کا نام ہے جو مستقل طور پر کسی مخصوص علاقہ پر قابض ہو بیرونی دباؤ سے آزاد ہو، ان کی ایک ایسی منظم حکومت ہو جس کی اطاعت عادتاً تمام افراد کرتے ہوں۔ یہ فطری اور ناگزیر ادارہ ہے۔ اس کا مقصد سیاسی مشترکہ مقصد کا حصول ہے"[2]

دائرہ معارف اسلامیہ میں:

"ریاست کے اصطلاحی معانی کے ارتقاء کا مطالعہ کرنے سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ریاست کی اصطلاح بعض دوسرے زیادہ رائج اور بنیادی الفاظ مثلاً امامت، خلافت، دولت مملکت، ولایت، حکومت، وغیرہ کے مقابلے میں دب سی گئی، جن میں سے ہر ایک کا اپنا تاریخی اور دینی پس منظر ہے"[3]

ایک اور مقام پہ یوں لکھا ہے:

"ریاست کا اصطلاحی تصور بعض اوقات سیاست، امانت، حکومت (حاکیت)، ولایت، ملک، ملوکیت، سلطنت، مملکت وغیرہ کے مفہوم کے ساتھ ملتبس ہو کر قدرے مبہم بھی جاتا ہے"[4]

امامت اور خلافت کی اصطلاح کا استعمال:

بعض مفکرین نے ریاست کے سلسلے میں امامت اور خلافت کی اصلاح استعمال کی ہے جیسے الماوردیؒ نے اپنی "الاحکام السلطانیہ"[5] میں ابو لعلیٰؒ اپنی کا کتاب "الاحکام السلطانیہ" میں[6] امام ابن تیمیہؒ نے السیاستہ الشرعیہ میں[7] علامہ ابن خلدونؒ نے مقدمہ ابن خلدون میں[8] شاہ ولی اللہؒ نے حجۃ اللہ البالغۃ میں[9] اور ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء میں[10] اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے تحفہ اثنا عشریہ میں[11] شاہ اسماعیل شہیدؒ نے منصب امامت میں ریاست کے سلسلے میں امامت اور خلافت کی اصطلاحیں استعمال کی ہے۔

ریاست کے مفہوم واہمیت پر اس بحث سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ اسلام میں ریاست ایک نظریاتی تصور ہے جو صرف انتظامی ادارہ نہیں بلکہ اخلاقی و شرعی مقاصد کے

---

[1] ایضاً

[2] محمد صدیق قریشی، کشاف اصطلاحات سیاست، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد، ۱۹۸۶ء، طبع اول، ج۲، ص ۵۷۵

[3] دائرہ معارف اسلامیہ (اردو)، دانش گاہ پنجاب لاہور، ۱۹۷۳ء، ج ۱۰، ص ۴۱۷

[4] دائرہ معارف، اسلامیہ (اردو) ج ۱۰، ص ۴۱۶

[5] الماوردی، البغدادی، علی بن محمد، ابو الحسن، الاحکام السلطانیہ طبع، مصر، کتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۰۹ء، باب خلافت، ص ۱۸۲

[6] ابو یعلی، الاحکام السلطانیہ، طبع، بیروت، ص ۱۵۱

[7] ابن تیمیہ، السیاستہ الشرعیہ، قاہرہ مصر، ۱۹۶۱ء، باب امامت و خلافت، ص ۱۷۷

[8] ابن خلدون، مقدمہ اردو ترجمہ، سعد حسن خان، نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، ص ۱۹۶

[9] شاہ ولی اللہ، ازلۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، قرآن محل، مولوی مسافر خانہ کراچی، ۱۹۹۰ء، ن، ج ۱، ص ۳۰

[10] دہلوی، عبدالعزیز، شاہ، تحفہ اثناعشریہ، باب خلافت، مکتبہ سید احمد شہید، لاہور، ۱۹۸۴ء، ص ۱۷۲

[11] شاہ اسماعیل شہید، منصب امامت، طیب پبلشرز لاہور، اشاعت چہارم، ۲۰۱۱ء باب امامت، ص ۲۲

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

حصول کا ذریعہ ہے۔ ریاست کا قیام، اس کی خود مختاری، اور اس کا قانونی ڈھانچہ شریعت کی روشنی میں واضح اصولوں پر مبنی ہے، جن میں عدل، مشاورت، امن، اور فلاحِ عامہ بنیادی عناصر کے طور پر شامل ہیں۔ یہ بھی واضح ہوا کہ ریاستی معاملات میں بعض اوقات ایسی معلومات یا امور ہوتے ہیں جن کا عام لوگوں تک پہنچنا نقصان دہ ہو سکتا ہے۔ ایسے مواقع پر ریاستی اداروں کا ضابطۂ اخفاء اپنانا نہ صرف انتظامی ضرورت بن جاتا ہے بلکہ شریعت میں اس کی گنجائش اور بعض مواقع پر ترغیب بھی موجود ہے۔ اس تناظر میں ضابطۂ اخفاء کو ریاستی مفاد اور شرعی اصولوں کے درمیان ایک متوازن نقطۂ نظر سے دیکھنا ضروری ہے، تاکہ نہ تو فطری حقوق پامال ہوں اور نہ ہی ریاستی نظم و امن متاثر ہو۔

ریاست کی ضرورت واہمیت

انسانی معاشیرے کے تمام بنیادی اداروں میں سب سے اہم ریاست کا ادارہ ہے۔ کیونکہ کسی معاشرے کی اجتماعی اقدار و روایات، اس کی بقا کا تحفظ، امن و سلامتی اور اس کا نظم وضبط ایک ایسی بنیادی ضرورت ہے جسے آج تک کئی بھی نظر انداز نہیں کر سکا۔ اسی وجہ سے انسان کی معاشرتی زندگی کی ابتداء ہی سے قیادت وسیادت اور اقتدار و اختیار کا سلسلہ کسی نہ کسی صورت میں ہمیشہ قائم رہا۔ چونکہ معاشرے کے نظم وضبط کی تمام زمہ داری ریاست پر عائد ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی ترکیبی ہیت خاندان اور مذہبی ادارے سے مختلف ہوتی ہے۔ یہ ریاست ہی ہے جو کسی خطہ زمین پر رہنے والے افراد کے مختلف گروہوں کے باہمی تعلقات کو منظم اور ان کے مقاصد و مفادات کو ہم آہنگ کرتی ہے۔ اسلام میں ریاست کی ضرورت واہمیت پر خصوصی طور پر زور دیا ہے۔ اور یہ ریاست کی اہمیت ہی ہے کہ جس کی وجہ سے اسلام اپنے ماننے والوں پر لازم قرار دیتا ہے کہ اسلام کی تعلیمات کی بنیاد پر ریاست اسلامیہ شرعیہ قائم کریں۔ تاکہ دنیا میں بسنے والے تمام مذاہب کے پیروکار دین اسلام کو اس کی اصلی اور مکمل شکل وصورت کے ساتھ دیکھ سکیں اور ان لوگوں کا اسلام کے سایہ عاطفت میں آنا آسان ہو۔ قرآن مجید، حدیث نبوی ﷺ اور سلف صالحینؒ کے اقوال میں قیام خلافت اسلامیہ یعنی ریاست اسلامی کے قیام پر زور دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ عقلی اعتبار سے بھی ریاست کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔ انہی باتوں کی تفصیل آئندہ صفحات میں بیان کی جائے گی۔

ریاست کی ضرورت واہمیت قرآن مجید سے:

دین اسلام کی بنیاد قرآن مجید ہے۔ تمام ضروری عقائد و مسائل کو تھوڑے یا زیادہ الفاظ میں قرآن مجید میں بیان فرمایا گیا ہے۔ اور ''ریاست'' کا عنوان تو ایک اہم عنوان ہے لہذا اس کی ضرورت اہمیت کو مکمل الفاظ اور مثالوں کے ساتھ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔ ایک مقام پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو خلیفہ یعنی ریاست اسلامی کا حاکم بنانے کا تذکرہ فرمایا ہے۔ اور اس کی نسبت اپنی طرف فرمائی ہے کہ ہم نے آدمؑ کو خلیفہ بنایا ہے۔ اس سے ریاست کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے۔

ریاست الٰہیہ منشائے الٰہی:

" وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓىِٕكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً "[1]

اور جب کہا تیرے رب نے فرشتوں کو کہ میں بنانے والا ہوں زمین میں ایک نائب (خلیفہ)''

تفسیر الواضح میں اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں لکھا ہے:

"واذکریا محمد لقومک قصة خلق أبيهم آدم حيث قال االله للملئكة ۔ انی جاعل فی الارض خليفة لی يقوم بعمار تها وسكناها، و يقوم بعضهم بالزعامة والتوجيه و تنفيذ الأحكام حتى يعمر الكون"[2]

''اور یاد کیجیے اے محمد ﷺ اپنی قوم کے لئے ان کے باب حضرت آدمؑ کی پیدائش کے قصے کو اس طور پر فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرشتوں

[1] البقرہ، ۲:۳۰

[2] حجازی، محمد محمود، دکتور، التفسیر الواضح، مطبعۃ الاستقلال الکبری، الطبعۃ السادسۃ، ۱۳۸۹ھ۔ ۱۹۶۹ء الجزء الاول، ج ا، ص ۲۸

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

سے بے شک میں زمین میں اپنے لئے ایک (نائب) بنانے والا ہوں۔ وہ اس کو آباد کرے گا اور اس میں ٹھہرے گا (اس میں رہائش کرے گا) ان میں سے بعض سرداری کریں گے اور وجاہت والے ہونگے اور احکام کو نافذ کریں گے یہاں تک کہ جہان آباد ہو جائے "

اب اس آیت مبارکہ کے ترجمہ اور تشریح کرتے ہوئے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ خود اللہ تعالیٰ انسان کو اجتماعی اور انفرادی زندگی کا طرز عطا فرما رہے ہیں۔ اور خود ہی اپنا ایک نائب اور ذمہ دار منتخب فرما رہے ہیں۔ اور اس کی خاص خاص ذمہ داریوں کو بیان فرما رہے ہیں۔ اشارۃً قیام خلافت اسلامیہ کو بیان فرمایا ہے۔ اور اسلامی فلاحی ریاست کی ذمہ داریاں بیان کی ہے۔ اس سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ اسلامی ریاست کا قیام دراصل اللہ تعالیٰ کی منشاء اور چاہت اور اہل اسلام کی ذمہ داری ہے۔ جس سے اہل اسلام سبکدوش نہیں وہ سکتے۔ علاوہ ازیں محبت الٰہی کا تقاضا بھی یہ ہے کہ اللہ کے بندے اللہ کی چاہت اور اپنی ذمہ داری کو ادا کریں اور انسانیت کی فلاح دارین کے لئے خاطر اسلامی ریاست کو قائم کریں۔

اسلامی ریاست مطلوب پیغمبر ﷺ:

اسلامی ریاست جو ظلم و ستم کا خاتمہ کرے اور عدل و انصاف کو قائم کرے۔ ایسی ریاست منشائے الٰہی ہونے کے ساتھ ساتھ مطلوب پیغبر ﷺ بھی ہے۔ رب ذوالجلال نے بذات خود اپنے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کو یہ دعا سکھائی ہے۔ جس میں پیغمبر ﷺ اللہ تعالیٰ سے اسلامی ریاست کی نعمت کا تقاضا فرماتے ہیں۔

" وَقُل رَّبِّ أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَل لِّي مِن لَّدُنكَ سُلْطَانًا نَّصِيرًا "[1]

"اور کہہ اے رب داخل کر مجھ کو داخل کرنا اور نکال مجھ کو سچا نکالنا اور عطا کر دے مجھ کو اپنے پاس سے حکومت کی مدد"

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"یعنی غلبہ اور تسلط عنایت فرما جس کے ساتھ تیری مدد و نصرت ہو۔ تاکہ حق کا بول بالا رہے اور معاندین ذلیل و پست ہوں۔ دنیا میں کوئی قانون ہو سماوی یا ارضی اس کے نفاذ کے لئے ایک درجہ میں ضروری ہے کہ حکومت کی مدد ہو۔ جو لوگ دلائل و براہین سننے اور آفتاب کی طرح حق واضح ہو چکنے کے بعد بھی ضد و عناد پر قائم رہیں انکے ضرر و فساد کو حکومت کی مدد ہی روک سکتی ہے۔"[2]

یعنی اسلامی حکومت کی طاقت سے معاندین اور ضدی قسم کے ظالموں کا سر جھکایا جائے گا اور یوں معاشرے سے ظلم و فساد کا خاتمہ ہو گا اور عوام احساس کمتری کا شکار ہونے سے محفوظ رہیں گے۔

خلافت طالوتؑ انتخاب خداوندی:

اللہ کے نبی حضرت شمویلؑ کی قوم نے ان سے کسی بادشاہ کے مقرر کرنے کی درخواست کی تاکہ وہ لوگ اس کی سرگردگی میں جہاد فی سبیل کا فریضہ ادا کر سکیں۔ تب حضرت شمویلؑ نے بارگاہ رب العزت میں قوم کا یہ تقاضا پیش کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت طالوتؑ کا انتخاب فرمایا۔ اور ان کو اپنا خلیفہ بنا کر خلافت اسلامیہ کی ذمہ داری عطا فرمائی۔ گویا اللہ تعالیٰ خود اسلامی ریاست کی بنیاد رکھنے والے ہیں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا ۚ قَالُوا أَنَّىٰ يَكُونُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ۚ قَالَ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ۖ وَاللَّهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ"[3]

"اور فرمایا ان سے ان کے نبی نے بے شک اللہ نے مقرر فرما دیا تمہارے لئے طالوت کو بادشاہ کہنے لگے کیونکر ہو سکتی ہے اس کو

---

[1] بنی اسرائیل، ۱۷:۸۰

[2] عثمانی، شبیر احمد، علامہ، تفسیر عثمانی، مجمع الملک، فہد بن عبد العزیز آل سعود، مدینہ منورہ السعودیۃ، ۱۴۰۹ھ۔۱۹۸۹ء، ص ۳۸۵

[3] بقرہ، ۲:۲۴۷

The Study of Religion and History

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

حکومت ہم پر۔ اور ہم زیادہ مستحق ہیں سلطنت کے اس سے اس کو نہیں ملی کشائش مال میں پیغمبر نے کہا بے شک اللہ نے پسند فرمایا اس کو تم پر اور زیادہ فراخی دی اس کو علم اور جسم میں اور اللہ دیتا ہے ملک اپنا جس کو چاہے اور اللہ ہے فضل کرنے والا سب کچھ جاننے والا"

تفسیر الواضح میں اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں لکھا ہے:

"وقال لھم نبیھم: ان اﷲ اختار لکم طالوت ملکاو قائداً فانظر فانظرو الی الامم الضعیفۃ التی لم تشب بعد عن طوق الصبیان فی لتفکیر فھی تشغل تفسھا بالعرض عن الجوھر والشکل عن الموضوع"[1]

"اور ان کو ان کے نبی نے کہا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے طالوتؑ کو بادشاہ اور قائد چن لیا ہے پس تم ضعیف قوموں کی طرف دیکھو وہ سوچ وبچار کرنے سے بچوں کی حالت سے بوڑھے نہیں ہوئے۔ پس انہوں نے اپنے نفس کو جوہر سے مادہ نکالنے اور موضوع چیز کو شکل دینے میں مشغول کیا"

اس آیت مبارکہ میں خلافت طالوتؑ کا ذکر ہے۔ ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم سے زمین پر اپنی خلافت عطا فرمائی۔ اور خلافت الٰہی کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کی نیابت۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام کو اس کی زمین میں بغیر کسی تبدیلی اور بغیر اس حکم الٰہی میں کسی خواہش نفسانی یا لالچ کے شامل کرنے کے لاگو اور نافذ کرنا۔ اور اسی کا دوسرا نام یا دوسری شکل اسلامی ریاست ہے جس میں تمام امور کو آسمانی احکام کے مطابق ادا کیا جاتا ہے۔

خلافت داؤدؑ عطائے خداوندی:

حضرت داؤدؑ کو اللہ تعالیٰ نے خلافت فی الارض اور عظمت و سعادت عطا فرمائی۔ جب انہوں نے دو جھگڑا کرنے والوں کے درمیان فیصلہ کرایا۔ اور معمولی سی بات کو پہاڑ جتنی خطاء اور غلطی سمجھ کر بارگاہ خداوندی میں تضرع اور بے قراری کچھ ایسے اختیار کی کہ اللہ پاک نے ان سے راضی ہوتے ہوئے یہ نعمت عطاء فرمائی۔ قرآن مجید میں ہے۔

"یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ فَاحْکُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَ لَا تَتَّبِعِ الْھَوٰی فَیُضِلَّکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ-اِنَّ الَّذِیْنَ یَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَھُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌۢ بِمَا نَسُوْا یَوْمَ الْحِسَابِ "[2]

"اے داؤد! ہم نے کیا تجھ کو نائب ملک میں سو تو حکومت کر لوگوں میں انصاف سے اور نہ چل جی کی خواہش پر پھر وہ تم کو بچلا دے اللہ کی راہ سے مقرر جو لوگ بچلاتے ہیں اللہ کی راہ سے ان کے لئے سخت عذاب ہے اس بات پر کہ بھلا دیا انہوں نے دن حساب کا"

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں تفسیر ابی سعود جلد سابع میں یوں لکھا ہے:

"استخلفناک علی الملک فیھا والحکم فیمابین اھلھا أو جعلنک خلیفۃ ممن کان قبلک من الانبیاء القائمین بالحق و فیہ دلیل بین علی ان حالہ علیہ لصلوۃ والسلام بعد التو بۃ کما کانت قبلھا لم تتغیر قط (فاحکم بین الناس بالحق) بحکم اﷲ تعالیٰ فان الخلافۃ بکلا معنییہ مقتضیۃ لہ حتما(ولا تتبع الھوی) ای ھوی النفس فی الحکومات و غیر ھا من امور الدین والدنیا"[3]

"ہم نے آپ کو اس جگہ خلیفہ بنایا جس میں بادشاہت اور حکم ہے وہاں کے رہنے والوں کے درمیان۔ یا ہم نے خلیفہ بنایا آپ کو اس چیز پر جہاں حق کو قائم کرنے والے انبیاء کرامؑ تھے آپ سے پہلے۔ اور اس میں اس بات پر واضح دلیل ہے کہ حضرت داؤدؑ کی حالت توبہ کے بعد بھی ویسے ہی تھی جیسے توبہ سے پہلے تھی۔ پس آپؑ لوگوں کے درمیان فیصلہ کریں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق۔ پس

---

[1] حجازی، محمد محمود، دکتور، التفسیر الواضح، مطبعۃ الاستقلال الکبرہ قاھرہ، الطبعۃ السادسۃ، ۱۳۸۹ھ۔۱۹۶۹ء، الجزء الاول، ج۱، ص۲۸

[2] ایضاً، ص۳۸۔۲۶

[3] ابی السعود، المعادی، محمد بن محمد، تفسیر ابی سعود، دار احیاء التراث العربی بیروت، لبنان، س ن، ج۲، ص۲۲۳

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

بے شک خلافت اپنے دونوں معنوں کے اعتبار سے اسی کا تقاضہ کرتی ہے یقینی طور پر پس آپ حکومت اور اس کے علاوہ دین و دنیا کے معاملات میں نفس کی پیروی نہ کریں"

حضرت داوٗدؑ کے متعلق اس آیت مبارکہ اور اس کی تشریح سے یہ بات واضح ہو گئی کہ اللہ تبارک و تعالیٰ خلافت عطا فرما کر انصاف کی تلقین اور دین حق کی تعلیمات کے مطابق فیصلے کرنے کا حکم صادر فرمار ہے ہیں۔ اور خواہشات نفسانی کی پیروی سے منع فرمار ہے ہیں۔ کیونکہ اسلام سے ہٹ کر نظام حکومت اور ریاست دراصل خواہش نفسانی کے جذبوں کو ابھارتا ہے اور پھر اہل اقتدار لوگ صرف خواہشوں اور لذتوں کو پورا کرتے ہیں۔ انصاف قائم کرنے کی فکر ان کے دامن گیر نہیں ہوتی۔ جبکہ اسلامی ریاست کے حاکمین کا معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے۔

حضرت سلیمانؑ کا ریاست کا اقتدار طلب کرنا:

حضرت سلیمانؑ اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبر تھے۔ انہوں نے غلبہ حق کے لئے ریاست کا اقتدار اللہ تعالیٰ سے طلب فرمایا۔ اور اللہ تعالیٰ نے انھیں عنایت بھی فرمایا۔ اور اس کا تذکرہ قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس کو ذکر فرمایا ہے:

" قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْۚ-اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ "[1]

"بولا اے میرے رب معاف کر مجھ کو وہ بادشاہی کہ مناسب نہ ہو کسی کے میرے پیچھے تو ہے سب کچھ بخشنے والا"

حضرت داوٗدؑ جو کہ حضرت سلیمانؑ کے والد تھے کے بعد حضرت سلیمانؑ نے خلافت سنبھالی۔ اس کا ذکر قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے:

"وَوَرِثَ سُلَیْمٰنُ دَاوٗدَ وَ قَالَ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّیْرِ وَ اُوْتِیْنَا مِنْ كُلِّ شَیْءٍؕ-اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِیْنُ "[2]

"اور وارث (قائم مقام) ہوا سلیمان داؤد کا اور بولا اے لوگو! ہم کو سکھائی گی ہے بولی اڑتے جانوروں کی اور ہم دیئے گئے ہر چیز میں سے بے شک یہی ہے فضلیت صریح"

اور ایک اور مقام پر باپ بیٹا حضرت داوٗدؑ اور حضرت سلیمانؑ کی نبوت کو ان الفاظ مین بیان فرمایا گیا ہے:

"فَفَهَّمْنٰهَا سُلَیْمٰنَۚ-وَ كُلًّا اٰتَیْنَا حُكْمًا وَّ عِلْمًا"[3]

"پھر سمجھا دیا ہم نے وہ فیصلہ سلیمان کو اور دونوں کو دیا تھا ہم نے حکم اور سمجھ"

یہاں حکم سے مراد ریاست و حکمت ہے ایک مقام پر حضرت سلیمانؑ کا ریاست کا ذکر یوں فرمایا گیا ہے:

" وَ اتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّیٰطِیْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَیْمٰنَۚ "[4]

"اور (یہودی) سمجھے ہو لئے اس علم کے جو پڑھتے تھے شیطان سلطنت میں سلیمان کی"

ان آیات میں بیان کردہ مضامین سے یہ بات واضح ہوئی کہ حضرت سلیمانؑ نے بھی اللہ تعالیٰ کے امر کو نافذ کرتے ہوئے خلافت اسلامیہ کو قائم فرمایا۔ انہی اسلامی خطوط پر استوار ریاست میں ہی معاشرے کے افراد کی جان، مال، عزت، آبرو اور ہر چیز کی حفاظت ہے۔

حضرت یوسفؑ کا حکومت طلب کرنا:

ایک کامیاب طرز زندگی کے قائم اور بحال کرنے کے لئے جن اقدامات کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان میں ریاست کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ اور ایسے ہی آخرت کی

[1] ایضاً، ص ۳۸۔۳۵

[2] النمل: ۲۷:۱۶

[3] ۔انبیاء، ۲۱:۷۹

[4] بقرہ، ۲:۱۰۲

The Study of Religion and History

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

Vol.4 No.1 2026

کامیابی کا انحصار چونکہ اس دنیا کی زندگی پر ہے۔ کیونکہ یہ زندگی اگر خالق کائنات کی رضا اور مرضی کے مطابق گزرے گی تو تب ہی اللہ پاک انسان سے خوش ہوں گے۔ اور رضائے الٰہی کے مطابق زندگی گزارنے میں ریاست کے اصول وضوابط اور قوانین کا ایک بڑا کردار ہے۔ اگر ریاست اسلام کے اصول وضوابط کے مطابق چل رہی ہو تو اطاعت الٰہی آسانی سے ہو جائے گی۔ اور اگر عقلی و وضعی قوانین پر مشتمل ریاست ہو گی تو اس میں اطاعت الٰہی و اطاعت رسول ﷺ بہت مشکل ہو گی۔ اسی مقصد عظیم کو حاصل کرنے بلکہ مخلوق خدا کی بھلائی کے لئے حضرت یوسفؑ نے بادشاہ وقت کے دل نرم ہونے پر اس سے ریاست کا اقتدار وانتظام طلب کیا۔ تاکہ اپنے عظیم مقاصد کو جلد اور احسن انداز سے پایہ تکمیل تک پہنچا سکیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بھلائی کے پھیلنے اور غلبہ حق کے لئے ایک اسلامی فلاحی ریاست کا قیام نہایت ضروری ہے۔

حضرت یوسفؑ نے فرمایا:

" وَ قَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِیْ بِهٖۤ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِیْۚ-فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَكِیْنٌ اَمِیْنٌ- قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰى خَزَآىٕنِ الْاَرْضِۚ-اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ- وَ كَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِۚ-یَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَیْثُ یَشَآءُؕ-نُصِیْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَ لَا نُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ"[1]

”اور بادشاہ نے کہا کہ ان کو میرے پاس لاؤ میں ان کو خاص اپنے لئے رکھوں گا پس جب بادشاہ نے ان سے باتیں کیں تو بادشاہ نے کہا کہ تم ہمارے نزدیک آج بڑے معزز اور معتبر ہو۔ یوسف نے فرمایا کہ ملکی خزانوں پر مجھ کو مامور کر دو میں حفاظت رکھوں گا اور خوب واقف ہوں۔ اور ہم نے ایسے طور پر یوسفؑ کو ملک میں بااختیار بنا دیا کہ اس میں جہاں چاہیں رہیں ہم جس پر چاہیں اپنی عنایت متوجہ کر دیں اور ہم نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتے“

ان آیات مبارکہ کی تفسیر میں تفسیر الواضح میں لکھا ہے:

"قال یوسف: اجعلنی ایھا لملک علی خزائن الارض الخاصة بک أتص-رف فی الاقوات والزرع حتی أنقذ الباد منشرالمجاعة المقبة التی رأیت رؤیاھا بالأمس ولا تعجب من طلبی ھذا انی حفیظ شدید المحافظة خبیر علیم بادارة السیاسة المالیہ والا قتصادیة"[2]

”حضرت یوسفؑ نے فرمایا اے بادشاہ مجھ ان خزانوں پر جو آپ کے ساتھ خاص ہیں نگران بنا دیجئے۔ میں روزیوں کھیتیوں میں تصرف کروں یہاں تک کہ شہر آنے والی بھوک کے شر سے محفوظ رہیں۔ جس کو آپ نے کل خواب میں دیکھا ہے۔ اور آپ میرے اس طلب کرنے سے تعجب نہ کریں بے شک میں ایسا حفیظ ہوں جو سخت حفاظت کرنے والا۔ خبر رکھنے والا اور ادارے کے مالی اور معاشی انتظامات کو جاننے والا ہوں“

اسوہ یوسفؑ سے کئی حل طلب امور کی وضاحت ہو جاتی ہے؛ ایک بات تو یہ ہے کہ صالحین اگر اقتدار سنبھال لیں تو ایسی ریاست کی رعایا کو امن وامان اور ضروریات زندگی کی باآسانی دستیابی میسر آتی ہے۔ ایسی ریاست میں ظلم وستم کی داستانیں رقم نہیں ہوتیں بلکہ عدل وانصاف جلد، سستا اور گھر کی دہلیز پر ملتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ مخلوق خدا کی بھلائی، ضروریات زندگی کی باآسانی دستیابی اور دین ودنیا کے تمام امور میں کامیابی کے لئے صالح اور حرص وہوس سے خالی، تقویٰ کے حامل لوگوں کے لئے ریاست کے اقتدار کی طلب کرنا جائز بلکہ قابل تحسین ہے۔ کیونکہ اگر ایسے پاکباز لوگ کرسی اقتدار پہ براجمان نہیں ہوں گے تو پھر ممکن ہے کہ لالچی، حرص وہوس کے مارے اور اقتدار کے بھوکے لوگ اقتدار پہ قابض ہو جائیں گے۔ اور اس صورت میں مندرجہ بالا مذکورہ مقاصد حسنہ حاصل نہیں ہوں گے۔ اور معاشرہ شر ور سے بھر جائے گا اور افراتفری کا سماں ہو گا۔ لہذا اسلامی ریاست کے قیام میں ہی انسان کی دنیا وآخرت کی بہتر کامیابی اور مقاصد حسنہ کی بآسانی اور کامل تکمیل ممکن ہے۔

عطائے خلافت وحکومت کا وعدہ خداوندی:

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ سے وعدہ فرمایا کہ آپؐ کی امت کو وہ زمین کا مالک بنائے گا لوگوں پر حکومت دے گا۔ آج یہ صحابہؓ لرزاں وپریشان ہیں تو جلد ملک کو ان کی

---

[1] الیوسف، ۱۲:۵۴-۵۶

[2] تفسیر الواضح، ج۲، ص۴

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

وجہ سے آباد ہونا نصیب ہو گا۔ حکومت ان کی ہو گی۔ سلطنت ان کے ہاتھوں میں ہو گی۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ۚ يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا ۚ وَمَن كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ"[1]

"وعدہ کر لیا اللہ نے ان لوگوں سے جو تم میں ایمان لائے ہیں اور کیے ہیں انہوں نے نیک کام البتہ پیچھے (بعد کو) حاکم کر دے گا اس ملک میں جیسے حاکم کیا ان سے اگلوں کو اور جما دے گا ان کے لئے دین ان کا جو پسند کر دیا ان کے واسطے اور دے گا ان کو ان کے ڈر کے بدلے میں امن میری بندگی کریں گے شریک نہ کریں گے میرا کسی کو اور جو کوئی ناشکری کرے گا اس کے پیچھے سو وہ ہی لوگ ہیں نافرمان۔"

علامہ ابن کثیرؒ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں: اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے رسول ﷺ سے وعدہ فرما رہا ہے کہ آپ ﷺ کی امت کو وہ زمین کا مالک بنا دے گا لوگوں کا سردار کر دے گا ملک ان کی وجہ سے آباد ہو گا بندگان خدا ان سے دل شاد ہوں گے۔ آج یہ لوگوں سے لرزاں و ترساں ہیں کل یہ با امن و اطمینان ہوں گیا۔ حکومت ان کی ہو گی۔ سلطنت ان کے ہاتھ میں ہو گی۔ الحمد اللہ یہی ہوا بھی، مکہ، خیبر، بحرین، جزیرۃ العرب اور یمن تو خود حضرت محمد ﷺ کی موجودگی میں فتح ہو گئے ہجر کے مجوسیوں نے جزیہ دے کر ماتحتی قبول کر لی۔ شام کے بعض حصوں کا بھی یہی حال ہوا۔ شاہ روم ہرقل نے تو فے بھیجے۔ سکندریہ کے بادشاہ مقوقس نے اور عمان کے شاہوں نے بھی کیا اور اس طرح اپنی اطاعت گزاری کا ثبوت دیا۔ حبشہ کے بادشاہ اصمہ رحمتہ اللہ علیہ تو مسلمان ہو ہی گئے تھے اور ان کے بعد جو والی حبشہ ہوا اس نے بھی سرکار محمدی ﷺ میں عقیدت مندی کے ساتھ تحائف روانہ کئے۔ پھر جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محترم رسول ﷺ کو اپنی مہمانداری میں بلوا لیا آپ ﷺ کی خلافت صدیق اکبرؓ نے سنبھالی"[2]

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان سے وعدہ فرمایا کہ اللہ پاک ان کو زمین میں خلافت وریاست عطا فرمائیں گے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ایک نعمت اور عطاء کے طور پر اس ریاست اور خلافت کا تذکرہ فرما رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت ہے۔ اس کے ساتھ ہی مزید خوش خبریاں سنائی ہیں۔ ان کے دین کو جما دے گا قرار عطاء فرمائے گا۔ خوف کو ختم فرما کر ان کو امن عطا فرمائے گا۔ اور پھر یہ اہل ایمان مکمل طور پر اللہ کی عبادت کریں گے۔ مطلب یہ ہے کہ کوئی دنیاوی اور مادی طاقت سامنے نہ ٹھہر سکے گی جو بزور بازو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پہ مجبور کرے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ ساری نعمتیں اور معاشرتی محاسن تب ہی حاصل ہو سکتے ہیں جب اسلامی ریاست قائم ہو گئی۔ اور اگر اسلامی ریاست کا وجود نہ ہو تو پھر یہ ساری خوبیاں حاصل نہیں ہو سکتیں۔

امام الانبیاء ﷺ کی قائم کردہ اسلامی ریاست:

حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے سب سے آخری اور سب سے بڑے پیغمبر ہیں۔ تمام محاسن اور خوبیوں میں دیگر انبیاء کرامؑ میں سب سے زیادہ اونچا مقام رکھتے ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جہاں دیگر انبیاء اکرمؑ کی ریاستوں اور حکومتوں کا ذکر فرمایا ہے وہیں حضور اکرم ﷺ کی ریاست کو بھی ذکر فرمایا ہے اور آپ ﷺ کے لائے ہوئے دین کا مقام اور مرتبہ اور حیثیت کو بھی ذکر فرمایا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

"هُوَالَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰى وَدِيۡنِ الۡحَقِّ لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيۡدًا"[3]

"وہی ہے جس نے بھیجا اپنا رسول سیدھی راہ پر اور سچے دین پر تا کہ اوپر رکھے اسکو ہر دین سے اور کافی ہے اللہ حق ثابت کرنے والا"

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں علامہ شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں:

---

[1] نور، ۲۴:۵۵

[2] ابن کثیر، اسماعیل بن کثیر، ابو الغداء، حافظ، تفسیر القرآن العظیم اردو، ناشران قرآن لمیٹیڈ اردو بازار لاہور، ج۳، ص ۶۵۹

[3] فتح، ۴۸:۲۸

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

Vol.4 No.1 2026

"یعنی اصول و فروع اور عقائد و احکام کے اعتبار سے یہ ہی دین سچا اور یہ ہی راہ سیدھی ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ لے کر آئے"[1] دین کو اللہ نے ظاہر میں بھی سینکڑوں برس تک سب مذاہب پر غالب کیا اور مسلمانوں نے تمام مذاہب والوں پر صدیوں تک بڑی شان و شکوہ سے حکومت کی۔ اور آئندہ بھی دنیا کے خاتمہ کے قریب ایک وقت آنے والا ہے۔ جب ہر چہار طرف دین برحق کی حکومت ہوگی۔ باقی حجت و دلیل کے اعتبار سے تو دین اسلام ہمیشہ ہی غالب رہا اور رہے گا"[2] سورۃ توبہ میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

"هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ "[3]

"اسی نے بھیجا اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر تاکہ اس کو غلبہ دے ہر دین پر اور پڑے (خواہ) برا مانیں مشرک"

خلاصہ بحث:

ریاست اور ضابطہ اخفاء کا تصور حکومت کی علمی، عملی اور اخلاقی جہتوں سے مربوط ہے۔ اس تحقیقی جائزے میں ضابطہ اخفاء کے اصول، طریقہ کار، اور اس کے اخلاقی پہلوؤں کو تاریخی اور معاصر سیاق میں اجاگر کیا گیا ہے۔ مطالعے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ریاست میں رازداری یا اخفاء کا مقصد صرف معلومات چھپانا نہیں بلکہ عوامی مفاد، سکیورٹی، اور حکمرانی کی شفافیت کے درمیان توازن قائم کرنا ہے۔ فلسفیانہ اور فقہی بنیادوں کے تجزیے سے یہ بھی سامنے آتا ہے کہ اخفاء کے اصول اخلاقیات، مشروعیت، اور اجتماعی فلاح کی روشنی میں نافذ کیے جائیں تو ریاستی نظم و نسق میں استحکام اور موثریت پیدا ہوتی ہے۔ حاصلِ بحث یہ ہے کہ ضابطہ اخفاء ریاستی حکمت عملی کا لازمی جزو ہے اور اس کے عملی اطلاق کے لیے قانونی، اخلاقی، اور سماجی معیاروں کی پابندی ناگزیر ہے۔

---

[1] تفسیر عثمانی، ص ۲۸۳

[2] ایضاً

[3] توبہ:۹:۳۳